سلطانہ مہر کی تذکرہ نگاری

اسد مصطفیٰ، اسسٹنٹ پروفیسر، فیڈرل گورنمنٹ ڈگری کالج، واہ کینٹ

Abstract

Sultana Mehr is a great biographical memoirist(Tazkara Nigaar) of the presant era.She is a poetess,short story writter,novelist and a journalist,but consciously she has preferred to be called a memoirs writer(Tazkara Nigaar) .And in the field of biographical memoirs (Tazkara Nigaari)her work is of such a standared that she can obviously be rated as an important memoirist.

As a whole in her eight books,she has written an introduction of 722 literary personals.These eight books comprise 8364 pages.In these books she mentioned creative personalities,male and female of Indo- Pak and forign countries.In this way Sultana Maher has collected,from the whole world,the important names and works of contemporary literary world.

An Imortant aspect of her work is that she has done her work in the united states,where no helper was available to her and also the milieu was not knowledge friendly and nourishing for literature. Asad Mustafa,in his article,has taken in a comprehensive way,a scholarly review of Sultana Mehr's biographical memoirs and he has declared her work unique and important. According to Asad Mustafa,her work will be of immense importance in the field of research on creative personalities residing in forign countries.

اُردو زبان وادب کا سفینہ بظاہر ایک عرصہ سے تذکرہ نگاری کے دریاؤں سے گزرتا ہوا جدید تنقیدی دبستانوں کے بحرالکاہل اور ساختیات اور پس ساختیات کی بندرگاہوں پر لنگر انداز ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ اب تحقیق کے میدان میں بھی شخصیت اور فن پر کام کو وہ اہمیت حاصل نہیں رہی جو کچھ عرصہ پہلے تھی۔ بقول ادیب سہیل ''صاحبان قلم کو شخصیات پر نہیں بلکہ ادبی مسائل پر قلم اٹھانا چاہیے''۱

لیکن اس کے باوجود شخصیات نگاری کو بالکل نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ تخلیق کار کی شخصیت کا مطالعہ اکثر اوقات فن پارے کے تجزیے اور تخلیق کار کی شخصیت کی تحلیل نفسی میں بہت ہی ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔ دوسری

بات یہ ہے کہ ہم اس طرح سے اپنے مشاہیر اور ان کے علمی و ادبی کام سے بھی بخوبی روشناس ہوتے ہیں۔بقول مشفق خواجہ ''نکات الشعرا (میر) سے سخن الشعرا (نساخ) تک درجنوں تذکرے لکھے گئے اور یہی ہماری ادبی تاریخ کی بنیاد ہیں۔ان تذکروں میں ہزار خامیاں سہی،لیکن یہی ایک خوبی کیا کم ہے کہ ہم اپنے بے شمار شاعروں سے انھی تذکروں کے ذریعے واقف ہوئے ہیں۔''۲

اس لحاظ سے تذکرہ نگاری کی بھی اپنی ایک اہمیت ہے۔تذکرہ نگاری میں چونکہ بہت سے شعرا اور ادبا کا ذکر اور نمونہ کلام شامل کیا جاتا ہے، اس لیے فرداً فرداً ہر ایک کے انفرادی پہلوؤں پر بہت تفصیل سے روشنی نہیں ڈالی جاسکتی۔لیکن ایک جگہ پر کئی تخلیق کاروں کے ذکر سے نہ صرف ان تخلیقی شخصیات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے بلکہ معاصرانہ ادبی رجحانات اور رویوں کی جامع تاریخ بھی مرتب کی جاسکتی ہے۔چنانچہ مشفق خواجہ کے بقول ''اگر کسی کے جیتے جی اس کے حالات لکھ دیئے جائیں اور اس سلسلے میں صاحب سوانح کی مدد بھی حاصل کر لی جائے تو سوانحی تحریر معتبر و مستند ہوسکتی ہے۔''۳

برطانیہ میں مقیم سلطانہ مہر کا شمار عہد حاضر کی سب سے بڑی خاتون تذکرہ نگار کے طور پر ہوتا ہے۔انہوں نے مجموعی طور پر آٹھ تذکروں میں ۲۲۷ شعراؑ اور شاعرات کا تعارف کرایا ہے۔یہ آٹھ تذکرے ۸۳۶۴ صفحات پر مبنی ہیں۔ان کے تذکروں کی کتابوں کے اسما درج ذیل ہیں:

۱۔ آج کی شاعرات ۱۹۷۳ء (اس میں اُس دور کی سینئر اور نئی 103 شاعرات کا تعارف شامل ہے)
۲۔ سخنور اوّل۔۱۹۷۸ء پاکستانی شعراؑ کا تذکرہ (اس کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں)
۳۔ سخنور دوم۔۱۹۹۶ء۔بیرونی ممالک میں مقیم شعراؑ اور شاعرات کا تذکرہ
۴۔ سخنور سوم۔۱۹۹۸ء۔شعراؑ اور شاعرات کا تذکرہ
۵۔ سخنور چہارم۔۲۰۰۰ء۔شعراؑ اور شاعرات کا تذکرہ
۶۔ سخنور پنجم۔۲۰۰۴ء۔شعراؑ و شاعرات کا تذکرہ
۷۔ گفتنی اوّل۔۲۰۰۰ء۔نثر نگاروں کا تذکرہ
۸۔ گفتنی دوم۔۲۰۰۴ء۔نثر نگاروں کا تذکرہ

سلطانہ مہر کا پہلا تذکرہ خواتین شاعرات کا ہے جو ۱۹۷۳ء میں ''آج کی شاعرات'' کے نام سے شائع ہوا۔یہ کتاب دو سو سات صفحات (۲۰۷) پر مشتمل ہے۔اس کتاب کا موجب ۱۹۶۷ء میں روزنامہ جنگ کراچی میں ''آج کا شاعر'' کے نام سے شائع ہونے والا، وہ سلسلۂ مضامین ہے، جس نے بعد میں سلطانہ مہر کو تذکروں کی آٹھ کتابوں کا مصنف بنا دیا۔

اس کتاب کے تین حصے ہیں۔'پہلا حصہ ''بوئے گل'' ہے۔یہ حصہ ایک سو سات صفحات پر مشتمل ہے جس میں اکسٹھ (۶۱) شاعرات کا ذکر ہے۔اس میں بعض نامور شاعرات بھی شامل ہیں۔چند نام درج ذیل ہیں: عشرت آفریں، پروین شاکر، آنسہ پنہاں (امریکہ میں مقیم شاعرہ) صائمہ خیری اور شفیق بانو بریلوی۔دوسرا حصہ ''نالۂ دل''

ہے جو انسٹھ (۵۹) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں تئیس (۲۳) شاعرات کا تذکرہ موجود ہے۔ ان میں ادا جعفری، فہمیدہ ریاض، کشور ناہید، زہرہ نگاہ، سحاب قزلباش، طلعت اشارت، پروین فنا سید، وحیدہ نسیم، سعیدہ عروج مظہر، میمونہ غزل اور رابعہ نہاں کے نام شامل ہیں۔ کتاب کے تیسرے حصے کا نام ''دودِ چراغ محفل'' ہے۔ یہ حصہ انیس (۱۹) صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں اس دور کی انیس (۱۹) شاعرات کا ذکر ہے۔ بعض نام ملاحظہ ہوں۔ بغدادی بیگم، رابعہ نہاں، کنیز فاطمہ حیاؔ، بیگم سروری عرفان اللہ روحیؔ، صفیہ شمیم ملیح آبادی، (جوش صاحب کی بھانجی) رشیدہ بیگم عیاںؔ، (امریکہ میں مقیم ہیں) اور نورالصباح بیگم۔

''آج کی شاعرات''، ''محراب ادب'' کراچی کے تحت شائع ہوئی اور اس کے پرنٹرز ''حقی آفسٹ پریس'' کراچی اور ''ہرمن پرنٹرز'' کراچی دونوں تھے۔ سلطانہ مہر کے شوہر، جاوید اختر چوہدری اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

> ''محراب ادب'' سلطانہ مہر کے پہلے ذاتی ادارے کا نام تھا جو پیر الٰہی بخش کالونی میں واقع تھا۔ کتاب کی قیمت بیس روپے تھی اور تعداد اشاعت ایک ہزار تھی۔ کتاب گلابی کاغذ پر طبع کی گئی ہے اور تمام شاعرات کی تصاویر کے ساتھ۔ کتاب کے حاشیوں کو خواتین کے خاکوں سے سجاوٹ دی گئی ہے جبکہ سر ورق پر سادہ تزئین کاری ہے۔''[۴]

''سخنور'' (اوّل) سلطانہ مہر کی دوسری کتاب ہے۔ یہ پاکستان سے تعلق رکھنے والے شعراءؑ کرام کا تذکرہ ہے۔ اسے سلطانہ مہر نے پہلی بار ۱۹۷۹ء میں شائع کیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں اور تیسرا ایڈیشن ۲۰۰۰ء ''میں مہر بک فاؤنڈیشن لاس اینجلس امریکہ'' نے شائع کیا۔ جاوید اختر چوہدری اس کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''اس کا سرورق مشہور مصور آذر زوبی نے بنایا تھا۔ کتاب کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن اب سلطانہ مہر کے پاس محفوظ نہیں مگر تیسرا ایڈیشن ہے جس میں کتاب کی قیمت چار سو روپے اور بیرون ملک 20.00 $ مقرر تھی۔ سخنور اوّل میں ۲۷ شعراءؑ کا تذکرہ ہے۔ کتاب کا تیسرا ایڈیشن ''ذکی سنز پرنٹرز'' آئی آئی چندریگر روڈ کراچی کے تحت شائع ہوا۔ اس تیسرے ایڈیشن کے سرورق کی پشت پر سلطانہ مہر کی تصویر کے ساتھ ان کی دیگر کتابوں کے نام اور سخنور اوّل، دوم، سوم، چہارم، گفتنی اوّل (نثر نگاروں کا تذکرہ) اور ''ساحر کا فن اور شخصیت'' کے سرورق کی تصویریں موجود ہیں۔ سخنور اوّل کے صفحات کی تعداد ۴۲۴ ہے۔ اس کے تیسرے ایڈیشن میں کتاب مذکورہ کے حوالے سے محترم ڈاکٹر جمیل جالبی، محترم پروفیسر ممتاز حسین، محترم مشفق خواجہ، محترم شبنم رومانی، محترم سید ضمیر جعفری اور سلطانہ مہر کے مضامین شامل ہیں۔''[۵]

''سخن ور'' (دوم) بیرونی ممالک میں مقیم شعرا اور شاعرات کا تذکرہ ہے۔ اس کے انتخاب کے وقت سلطانہ مہر امریکہ میں مقیم تھیں۔ یہ انتخاب ۵۱۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں پاکستان سے باہر اُردو ادب کی چھوٹی بڑی بستیوں کے ۸۸ شعرا اور شاعرات کا کلام اور تذکرہ موجود ہے۔ کتاب کی پشت پر ڈاکٹر وحید قریشی کی رائے بھی درج ہے۔ جبکہ سلطانہ مہر کے اپنے مضمون ''گہر ہونے تک'' کے علاوہ ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، مشفق خواجہ کی

آراٗ اور راغب مراد آبادی کا منظوم خراج تحسین بھی شامل ہے۔ یہ کتاب مہر بک فاونڈیشن کیلیفورنیا کے تحت ۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی تھی اور اس کی طباعت کراچی میں ہوئی۔ اس کتاب کی قیمت چار سو روپے (۴۰۰) پاکستان میں اور بیرونِ ملک بیس امریکی ڈالر تھی۔ سرِ ورق پاکستان کے مشہور مصور آذر زوبی نے بنایا ہے۔

''سخنور'' (سوم) کی اشاعت جنوری ۱۹۹۸ء میں '' مہر بک فاؤنڈیشن امریکہ'' کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ یہ کتاب ۴۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۸۲ شعراٗ اور شاعرات کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔ اس میں شامل بیشتر شعرا کا تعلق پاکستان سے ہے۔ دیباچہ خود سلطانہ مہر نے لکھا ہے جبکہ کتاب میں سید ضمیر جعفری، ڈاکٹر محمد علی صدیقی، ڈاکٹر حنیف فوق، حمایت علی شاعر اور سحر انصاری کی آرا شامل کی گئی ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں سلطانہ مہر کے تین تذکروں '' آج کی شاعرات''، ''سخنور اوّل'' اور ''سخنور دوم'' میں شامل شعراٗ کے ناموں کی فہرست درج ہے:

''سخنور'' (چہارم) نوے (۹۰) شعراٗ و شاعرات کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب پانچ سو پانچ صفحات (۵۰۵) پر مشتمل ہے۔ یہ تذکرہ ۲۰۰۰ء میں '' مہر بک فاؤنڈیشن امریکہ'' کے تحت ''ذکی سنز'' آئی آئی چندریگر روڈ کراچی کے پریس سے شائع ہوئی۔ '' سخنور پنجم'' ۵۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۰۱ شعراٗ و شاعرات کا تعارف ہے۔ اس کتاب کا سرورق اور پشت، اس میں شامل تمام شعراٗ ور شاعرات کی تصاویر سے سجایا گیا ہے۔ یہ کتاب '' مہر بک فاؤنڈیشن'' کیلیفورنیا امریکہ کے تحت شائع کی گئی۔ جاوید اختر چوہدری اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

''سخنور چہارم'' کو سلطانہ مہر نے ۲۰۰۰ء میں مکمل کیا اور پھر انہوں نے اپنے حسابوں یہ سلسلہ ختم کر دیا کیونکہ ۲۰۰۰ء میں ہی انہوں نے نثر نگاروں کا پہلا تذکرہ ''گفتنی اوّل'' بھی مکمل کیا تھا۔ بلاشبہ دورِ حاضر میں وہ واحد خاتون تذکرہ نگار ہیں جنھوں نے شعراٗ و شاعرات اور نثر نگاروں کے آٹھ تذکرے لکھے ہیں مگر۔۔ ابھی عشق کے امتحاں اور بھی '' تھے''۶ یہی عشق کا امتحان انہیں ''گفتنی'' (دوم) کی طرف لے گیا۔ ''گفتنی'' اول ۲۰۰۰ء میں شائع ہو چکا تھا۔ یہ دونوں سلسلے نثر نگاروں کے تذکرے ہیں۔ ''گفتنی'' (اوّل) ۶۲۲ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۱۹۹ ادیبوں کے فن اور شخصیت کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ''سخنور'' (پنجم) کی طرح ''گفتنی'' (اوّل) کا سرورق اور پشت بھی ادیبوں کی تصاویر سے مزین ہے۔ اسے مہر بک فاؤنڈیشن امریکہ'' کے تحت ''ذکی سنز'' آئی آئی چندریگر روڈ کراچی نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے متعلق جاوید اختر چوہدری لکھتے ہیں:

> '' آج کی شاعرات'' کے بعد احبابِ ادب کو گلہ تھا کہ سلطانہ مہر نے نثر نگاروں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے نثر نگاروں کے تذکرے کو ''گفتنی'' کا نام دے کر ایک سوالنامہ تیار کیا جو صرف نثر نگاروں کے لیے تھا اور اس کے لیے خصوصی طور پر ہندوستان گئیں اور کئی ادیبوں سے خود ملاقات کی ،جن میں محترمہ قرۃ العین حیدر، ڈاکٹر شمع زیدی، جیلانی بانو، جوگندر پال، ڈاکٹر خلیق انجم، محترمہ انور نزہت، ڈاکٹر صغریٰ مہدی، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، محترم مجتبیٰ حسین اور ڈاکٹر محمد حسن کے نام بطورِ خاص شامل ہیں۔ اسی طرح پاکستان جا کر بھی انہوں نے

ڈاکٹر محمد علی صدیقی ، جناب صہبا لکھنوی، ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر خاور جمیل، شکیل عادل زادہ، حسن ہاشمی، ڈاکٹر سلیم اختر، ڈاکٹر فرمان فتح پوری اور سید عرفان علی عابدی سے ملاقات کر کے ان کا تعارف لکھا۔ دیگر صاحبان سے بذریعہ ڈاک رابطہ کیا۔ کینیڈا اور برطانیہ میں مقیم اہلِ ادب احباب بھی اس تذکرے میں شامل ہیں۔''[۷]

''گفتنی''(دوم) پاک و ہند کے علاوہ برطانیہ، یورپ، کینیڈا، سعودی عرب اور امریکہ میں آباد، ۸۷ نثر نگاروں کے حالات اور خیالات پر مبنی کتاب ہے۔ اس کتاب کے صفحات کی تعداد ساڑھے پانچ سو ہے اور یہ ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی تھی۔

سلطانہ مہر نے دیگر اصناف میں بھی کام کیا ہے لیکن ان کی بنیادی پہچان ایک تذکرہ نگار کے طور پر ہے۔ تذکرہ نگاری سے ان کی پرجوش وابستگی نے انہیں انفرادیت دلا دی ہے۔ اسی انفرادیت کا ذکر کرتے ہوئے قیصر تمکین لکھتے ہیں:

''انہوں نے تن تنہا' بلا کسی شرکت و معاونت کے چھ سات ضخیم جلدوں پر مشتمل عہدِ حاضر کے شاعروں اور نثر نگاروں کا انتہائی جامع تذکرہ مرتب کیا ہے۔ یہ کام کتنا مشکل ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے یاد فرمایئے نواب رامپور نے حضرت امیؔر مینائی سے شعرائے رامپور کا تذکرہ مرتب کرنے کی فرمائش کی۔ اس کام کے لیے نواب کی طرف سے نائبین' نقل نویس اور دفتری سہولتیں فراہم کرنے کے علاوہ حضرت امیؔر مینائی کے لیے باقاعدہ مشاہرہ بھی مقرر کیا گیا۔ امیؔر مینائی نے ہر طرف سے بے فکر ہو کر کام کیا۔ چونکہ امیؔر مینائی بہت بڑے شاعر اور استادِ فن تھے اس لیے لوگ ان کا وقت ضائع کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔ انہیں ضروری حوالے اور مستند کتابیں فراہم کی جاتی تھیں۔ انہوں نے کوئی پانچ سو شعراء کا تذکرہ مرتب کیا۔ جس کے لیے انہیں مکمل یکسوئی حاصل تھی۔ امیؔر مینائی کے علاوہ بھی جن حضرات نے تذکرہ نویسی کی طرف توجہ کی وہ سب ادبی مرکزوں یا شہروں سے متعلق تھے اور شب و روز ادبی مسائل و امور پر بات چیت اور تبادلۂ خیال کرتے رہتے تھے۔ سلطانہ کو اس طرح کی کوئی آسانی نہیں حاصل تھی۔ وہ اردو مرکزوں سے بہت دور امریکہ کے جنوبی مغربی علاقوں میں تھیں جہاں کسی سے ادبی امور پر گفتگو کرنے کا کیا سوال۔ پڑھنے لکھنے کو کوئی ماحول تک میسر نہیں تھا۔ ان سے تعاون کرنے یا ان کا ہاتھ بٹانے والا کوئی نہ تھا بلکہ ایسے متعدد افراد تھے جو ان کے کام میں رخنہ اندازی کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ اس لحاظ سے سلطانہ کا کام اُردو کے تمام تذکرہ نگاروں سے زیادہ اہم اور قابلِ قدر ہے۔ اس باب میں ''اُردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری'' نامی کتاب مصنفہ فرمان فتح پوری دیکھی جا سکتی ہے۔ المیہ یہ ہے کہ اُردو دُنیا نے ان کے اس کارنامے کو بڑی لاپروائی سے نظر انداز کر دیا کیونکہ سلطانہ کے

پیچھے اداروں یا گروہوں کی تائید نہ تھی۔ بڑے بڑے نمایاں ادبی اہلِ نظر بھی (ابھی تک) حالتِ غمض میں رہے۔''۸

سلطانہ مہر کی تذکرہ نگاری ان کی اپنے فن سے لگن، مسلسل محنت اور لکھنے کے عمل سے محبت کا عملی نمونہ ہے۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ادبی دیانت داری عیاں ہوتی ہے۔ ان کے ایک مضمون سے تذکرہ نگاری کی راہِ پرخار میں ان کی محنت، جانفشانی اور اس کام سے لگن کا پتہ چلتا ہے۔ اپنے مضمون ''گہر ہونے تک'' میں وہ لکھتی ہیں:

''سخن ور (حصہ اوّل) کے انٹرویوز لینا میرے لیے مشکل نہ رہا تھا کیونکہ شعرا سے دو بدو ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ میں سوالات پوچھتی تھی، جوابات ملتے تھے۔ سوال سے سوال پیدا ہوتے تھے۔ میں نوٹس لیتی تھی۔ کیونکہ اس زمانے میں ٹیپ ریکارڈر عام نہ ہونے کی وجہ سے مہنگے بھی تھے اور میرا بجٹ اس کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا۔ پھر میں لکھتی تیز تھی اس لیے دشواری محسوس نہیں ہوتی تھی۔ 'سخنور' حصہ دوم کی نوعیت مختلف تھی۔ میں نے سوالات ترتیب دیئے اور اپنی سوانح یا اعمال نامہ (Bio-Data) کے ساتھ شعرا و شاعرات کو روانہ کر دیئے تا کہ انہیں یقین دہانی ہو کے کسی نو آموز نے شوقیہ یا تفریحاً یہ مشغلہ نہیں اپنایا۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اس سلسلے کا بڑی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا گیا اور میرے کام میں تیزی آتی چلی گئی۔''۹

تذکرہ نگاری سے انہوں نے دراصل معاصر ادبی تاریخ کو مجتمع کر دیا ہے اور تحقیق کے میدان میں کام کرنے والوں کے لیے ان کا یہ کارنامہ آئندہ بہت عرصے تک چراغ راہ ثابت ہوتا رہے گا۔ مشفق خواجہ نے ''سخنور'' (دوم) کے دیباچے میں سلطانہ مہر کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے کام کو انتہائی اہم اور منفرد قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''آئندہ اوراق میں آپ کو شعرأ کے جو حالات ملیں گے، ان کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ سلطانہ مہر نے ہر شاعر سے ملاقات کر کے اس کے حالات معلوم کئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض سوانحی خاکوں میں آپ بیتی کا رنگ نمایاں ہے۔ سلطانہ مہر نے ہر شاعر کے بارے میں بنیادی معلومات ہی جمع نہیں کیں بلکہ بعض مضامین پر ان کی آرأ کو بھی اس طرح محفوظ کر دیا ہے کہ ہر شاعر کے ذہنی رجحانات اور ادبی نقطہ نظر سے بھی آگاہی ہو جاتی ہے۔ اس کتاب میں متعدد ایسے شعرأ کے حالات شامل ہیں، جن کے بارے میں اب تک بہت کم لکھا گیا ہے اور بعض شاعر تو ایسے بھی ہیں، جن سے متعلق سوانحی معلومات صرف اسی کتاب میں ملتی ہیں۔ ظاہر ہے یہ صورتحال اس کتاب کی اہمیت وافادیت میں بہت زیادہ اضافہ کرتی ہے۔

مجھے یاد ہے جب سراج الدین ظفر، سید محمد جعفری، تحسین سروردی اور بعض دوسرے شعرا کا انتقال ہوا تھا تو دہلی سے جناب مالک رام نے ان مرحومین کے حالات طلب کئے تھے۔ ان کے بارے میں سلطانہ مہر کے مضامین کے سوا کچھ نہیں ملا تھا۔ اور یہی میں نے مالک رام صاحب کو بھیج دیئے تھے۔ ان مضامین سے انہوں نے اپنی کتاب ''تذکرہ معاصرین'' میں

خاصا استفادہ کیا ہے۔''۱۰

تذکرہ نگاری میں مالک رام کے ''تذکرۂ معاصرین'' کی خاصی اہمیت ہے جس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں اوران میں پونے دوسو شعرا کرام اور ادیبوں کے حالات موجود ہیں۔لیکن سلطانہ مہر کی تذکرہ نگاری کی اپنی اہمیت ہے کیونکہ مالک رام مرحوم ادیبوں اور شاعروں کے رشتہ داروں کو بار بار خط لکھتے تھے، اخباری خبروں کے تراشے سنبھالتے تھے اور معلومات کے حصول کے لیے انہیں بہت تگ ودو کرنا پڑی تھی۔ ان کے مقابلے میں سلطانہ مہر نے زیادہ تر ان افراد کو شامل کیا جو زندہ تھے اور جنھوں نے ان کے سوالات کے جوابات دینے بھی مناسب سمجھے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ سے تعلق رکھنے والے معروف ادیب اور مورخ یعقوب نظامی نے انہیں تذکرہ نویسی کی ملکہ قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''سلطانہ مہر صحافی، شاعرہ، افسانہ نویس اور ناول نویس کے ساتھ ساتھ تذکرہ نویس بھی ہیں۔ تذکرہ نویسی میں انہوں نے وہ مقام حاصل کر لیا ہے کہ ان کی شاعری اور دوسرے تخلیقی کام ثانوی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ آج سلطانہ مہر تذکرہ نویسی کی جس مسند پر بیٹھی ہیں اس مقام پر انہیں دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ سلطانہ مہر تذکرہ نویسی کی ملکہ ہیں۔ میں نے انہیں تذکرہ نویسی کی ملکہ کا ٹائٹل کسی جوش کے تحت نہیں بلکہ ہوش میں سوچ کے عمل سے گزر کر دیا ہے۔ آج اُردو زبان دُنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکی ہے لیکن یہ بات اس وقت تک ایک مفروضہ ہی رہتی ہے، جب تک آپ سلطانہ مہر کی تذکرہ نویسی کی کتابیں ''گفتنی اور سخنور'' کا مطالعہ نہ کر لیں۔ سخنور پانچ حصوں پر مشتمل ہے جس میں چھ سو کے لگ بھگ شعراؑ کا ذکر ہے اور گفتنی کے دو حصے ہیں جن میں دوسو نثر نگاروں کے تذکرے موجود ہیں۔ یہ کتابیں اُردو کے شعراؑ اور نثر نگاروں کا ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں ایک جہان آباد ہے۔ ممکن ہے کچھ لوگ سلطانہ مہر کو بڑی شاعرہ، افسانہ نگار یا ناول نویس قرار دیں لیکن میری رائے میں سلطانہ مہر بڑی تذکرہ نویس ہیں اور اسی بدولت یہ ادبی دُنیا میں زندہ رہیں گی۔''۱۱

سلطانہ مہر ایک طویل عرصے سے پہلے امریکہ اور اب برطانیہ میں مقیم ہیں۔ بظاہر تو وہ پاکستان کے ادبی منظر نامے سے کٹی ہوئی ہیں لیکن ان کے کام کی اہمیت سے پاک وہند کے بیشتر ادیب اور شاعر واقف ہیں۔ سلطانہ مہر کو بیرونی ممالک کے تخلیقی کارواں میں نمایاں اہمیت اور حیثیت حاصل ہے اور آج کا دور جس میں جدید ذرائع ابلاغ اور انٹرنیٹ نے انسان کو انسان کے قریب کر دیا ہے، پوری دنیا کے تخلیق کاروں کے لیے بھی قربت اور رشتوں ناطوں کے نئے پیغامات لایا ہے۔ اسی ناطے سے سلطانہ مہر کی تذکرہ نگاری کے ویب سائیٹس پر آنے سے ان کے کام کی اہمیت دو چند ہو جائے گی۔

حوالہ جات:

۱۔ میاں مشتاق، ڈاکٹر، عہد حاضر میں عروضی شعور (مضمون) مطبوعہ: ''دریافت''، اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ۲۰۰۳ء، ص: ۴۷

۲۔ مشفق خواجہ، ''حرفے چند''، (دیباچہ) سخن ور دوم، کیلیفورنیا امریکہ: مہر بک فاونڈیشن، ۱۹۹۶ء، ص: ۱۴

۳۔ ایضاً

۴۔ جاوید اختر چوہدری، ''ہم صورت گر کچھ خوابوں کے''، (غیر مطبوعہ مسودہ)

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ قیصر تمکین، ''گفتنی'' دوم کی تقریب رونمائی (منعقدہ برمنگھم) میں پڑھے گئے مضمون سے اقتباس

۹۔ سلطانہ مہر گہر ہونے تک، (مضمون)، مطبوعہ: ''سخن ور'' دوم، کیلیفورنیا امریکہ: مہر بک فاونڈیشن، ۱۹۹۶ء، ص: ۱۹

۱۰۔ مشفق خواجہ، ''حرفے چند'' (دیباچہ)، ''سخن ور'' دوم، کیلیفورنیا امریکہ: مہر بک فاونڈیشن، ۱۹۹۶ء، ص: ۱۵

۱۱۔ یعقوب نظامی نے یہ مضمون برمنگھم میں، ''سخنور پنجم اور گفتنی دوم'' کی تقریب رونمائی میں پڑھا